لفظ 'پاکستان' کا خالق۔اقبال

(تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

Iqbal: The Pioneer of the Word "Pakistan"

محمد مسعود الحسن بدر*

ڈاکٹر نورینہ تحریم**

Abstract

Hindus, Hindi Nationalist Muslims, Orientialists and Socialists all have made objections regarding the ideology of Pakistan. All of them, in order to weaken the ideological basis of Pakistan, gave wrong statements and tried to create misunderstanding amongst masses. They tried their utmost to prove Chaudhry Rahmat Ali, rather than Iqbal, as the founder of the Ideology of Pakistan and the word "Pakistan". In order to deprive Allama Iqbal from the status of thinker and ideologist of Pakistan, they propagated against him. M. Ahmad Khan mentioned about the influence of Iqbal on Chaudhry Rahmat Ali. He reached this conclusion on the basis of Abdul Waheed Khan's this statement and two verdicts that Chaudhry Rahmat Ali was not the founder of the ideology of Pakistan, but Allama Iqbal. The word 'Pakistan' was presented by Iqbal rather than Chaudhry Rahmat Ali.

پاکستان کی فکری اور نظری اساس کو کمزور کرنے کے لیے تصور پاکستان کے حوالے سے ہندوؤں، ہندی قوم پرستوں، اشتراکیوں اور مستشرقین سبھی نے غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں

---

* ریسرچ اسکالر، پی ایچ ڈی (اقبالیات)، لیکچرار، فوجی فاؤنڈیشن کالج برائے طلبا، نیو لالہ زار، راولپنڈی۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

سے کام لیا۔ چالیس سے پچاس کی دہائی میں جن زعمانے اقبال کو تصور پاکستان سے لاتعلق بتایا ان میں ایڈورڈ تھامسن، جواہر لال نہرو اور چوہدری رحمت علی شامل ہیں۔ تھامسن نے، دوسری گول میز کانفرنس کے موقع پر، جب اقبال لندن میں تھے۔ خطبہ ٔ الٰہ آباد کو ''پین اسلامی سازش'' کے عنوان کے تحت ہدف ِ تنقید بنایا تھا۔ (۱) تھامسن نے اپنی کتاب Enlist India for freedom(۱۹۴۰) میں غلط مبحث سے کام لے کر اقبال کو قیام پاکستان کا نہ صرف مخالف لکھا بلکہ انگریزوں، ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیے ''تباہ کن'' قرار دیا۔ (۲) متعدد ہندو رہنماؤں (نہرو، امبید کار، راجندر پرشاد) اور کئی ہندو اور سکھ ادیبوں نے تھامسن کی مذکورہ کتاب میں درج غلط بیانیوں کو بنیاد بنا کر استدلال پیش کئے۔

کینیڈا کے سوشلسٹ مستشرق کانٹ ویل سمتھ نے ۱۹۴۷ء کے فسادات کا ذمہ دار اقبال کو ٹھہرایا ان کے نزدیک قیام پاکستان انگریزوں کی چال تھی۔ نیز اقبال کے تصور کو پذیرائی اس وقت ملی جب کیمبرج کے بعض ہندوستانی طلبا کو اس کے پروپیگنڈے پر مامور کیا گیا۔ نہرو نے لکھا کہ اقبال اپنی زندگی کے آخری ایام میں تصور پاکستان سے دستبردار ہو گئے تھے۔ گابا(۳) کے خیال میں پاکستان کا تصور پہلے پہل کیمبرج یونیورسٹی کے چار طلبا محمد اسلم خان، چودھری رحمت علی، شیخ محمد صادق اور عنا یت اللہ خان نے جنوری ۱۹۳۳ء میں عملاً پیش کیا (۴) گابا کے بقول اقبال اپنی وفات سے پہلے تصور پاکستان سے دستبردار ہو گئے تھے(۵) ڈاکٹر ایوب صابر کے نزدیک چودھری رحمت علی کے پمفلٹ میں مسلم ریاست کا نام 'پاکستان' لکھی ہوئی صورت میں منظر عام پر آیا تو عموماً یہ تسلیم کیا گیا کہ اس لفظ کے خالق رحمت علی ہیں۔ (۶) جب کہ عبدالوحید خاں (۷) کے حوالے سے محمد احمد خان کا موقف یہ ہے کہ لفظ ''پاکستان'' اقبال کا وضع کردہ ہے۔(۸)

محمد احمد خان اپنی کتاب ''اقبال کا سیاسی کارنامہ'' میں علامہ اقبال کی عبدالوحید خاں کی بھوپال میں ایک ملاقات کا حال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''ہندوستان کے جدید تنظیمی رجحانات سے علامہ صاحب بہت مطمئن نظر آتے تھے۔ مسلمان مرکزی اسمبلی کے انتخابات مسلم یونٹی بورڈ کے ماتحت لڑ چکے تھے مسلم لیگ کے عروقِ مُردہ میں خون دوڑانے کا خیال مسلم لیڈروں میں پیدا ہو چلا تھا۔ اس لیے علامہ اقبال کو یقین

تھا کہ مسلم ہندوستان اپنی خاکستر سے ایک جہان نو کی تعمیر میں کامیاب ہو گا ۔ یہ جہانِ نو اس وقت پاکستان کے نام سے موسوم و مشہور ہو چکا تھا۔ مسلم مفکرین نے علامہ اقبال کی پیش کردہ اسکیم پاکستان پر سنجیدگی سے غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس زمانے میں لفظ پاکستان کا انتخاب چودھری رحمت علی صاحب سے کیا جا رہا تھا اور چودھری صاحب موصوف لندن میں اس اسکیم کو اسی نام سے متعارف کرا رہے تھے۔ اس پر علامہ اقبال نے مجھے جو جواب دیا اس سے اس نظریہ کی تردید ہوتی تھی۔ اس لیے میں نے مزید وضاحت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: جب گول میز کانفرنس کی شرکت کے لیے سنہ ۱۹۳۱ء (۹) میں لندن میں مقیم تھا تو ایک مرتبہ چودھری رحمت علی میرے پاس آئے اور کہا: جو اسکیم آپ نے مسلم لیگ کے الہ آباد پیش کے خطبۂ صدارت میں پیش کی ہے، اس کے مطابق اگر کوئی حکومت وجود میں آئی تو اس کا نام کیا ہوگا؟ اس پر میں نے کہا: شمال مغربی ہندوستان کے ہر صوبے کا پہلا لفظ لے لو اور بلوچستان کا ''تان'' لے لو تو اتفاق سے ایک بامعنی اور عمدہ لفظ بن جاتا ہے۔ یعنی 'پاکستان' یہی اس حکومت کا نام ہوگا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ آپ نے ہر صوبہ کا پہلا لفظ اس طرح شمار کیا۔ پنجاب کا 'پ' آزاد قبائل کا 'ا' کشمیر کا ''ک'' سندھ کا 'س' اور بلوچستان کا ''تان'' پھر آپ نے فرمایا کہ یہ نام ہو، خواہ کوئی دوسرا، مقصد یہ ہے کہ اپنی اکثریت کے علاقوں میں ان کو خود حکومت کرنے کا حق ہونا چاہیئے۔''(۱۰)

محمد احمد خان نے لکھا:

''یہ ایک ذمہ دار ثقہ راوی کی نہایت معتبر روایت ہے۔ اس روایت سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ چودھری رحمت علی علامہ اقبال سے دوران قیام لندن ۱۹۳۱ء میں ملتے رہے یہ زمانہ خطبۂ صدارت الہ آباد (جس میں علامہ اقبال نے پاکستان کا تصور پہلی مرتبہ پیش کیا تھا) سے صرف نو دس ماہ بعد کا ہے۔ دوسری یہ کہ انہوں نے ان ملاقاتوں میں حضرت علامہ سے ان کی تجویز پاکستان پر گفتگو کی۔ تیسری یہ کہ لفظ پاکستان بھی ڈاکٹر اقبال ہی نے وضع کیا تھا...... الغرض علامہ اقبال نے پاکستان کا تصور، دسمبر ۱۹۳۰ء میں پیش کیا جب کہ چودھری رحمت علی نے اپنی اسکیم ''پاکستان'' کے نام سے جنوری ۱۹۳۳ء میں پیش کی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ چودھری صاحب اقبال کے عقیدت مند اور ان کے فیض یافتہ تھے۔''(۱۱)

عام طور پر لفظ ''پاکستان'' کا خالق چودھری رحمت علی کو کہا جاتا ہے لیکن عبدالوحید خاں کی مندرجہ بالا روایت سے اس کی تردید ہو جاتی ہے۔ محمد احمد خاں کے دریافت کرنے

پر کہ آپ کی روایت معتبر سہی لیکن یہ ایک عام شہرت یافتہ روایت کے خلاف ہے۔ لہٰذا اپنی بیان کردہ روایت کو مزید مستحکم بنانے کے لیے کوئی دلیل ہو تو بیان فرمائیں۔ اس پر جناب خان صاحب نے ازراہِ کرم بذریعہ خط مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۷۴ء میں جواب ارسال فرمایا جس کے متعلقہ حصے پیش خدمت ہیں:

''میرے پاس دو دلیلیں تھیں جو میرے اپنے بیان اور علامہ اقبال کی شہادت کے علاوہ تھیں۔

(۱) چودھری رحمت علی کا کوئی بیان یا رسالہ، علامہ سے ملاقات سے قبل نظرنہیں آیا۔ نہ انہوں نے کہیں اس کا دعویٰ کیا کہ علامہ صاحب سے انہوں نے ایسا کوئی ذکر کیا۔ اگر چودھری صاحب موجد ہوتے ، تو یہ ناممکن تھا کہ اس کا ذکر علامہ صاحب سے نہ کرتے اور ان کے تاثرات قلم بند نہ کرتے۔ البتہ چودھری رحمت علی نے مجھ سے یہ شکایت لاہور میں ۴۸۔۱۹۴۷ء میں کی کہ علامہ صاحب نے اپنی کوئی مفصل اسکیم گول میز کانفرنس میں نہیں رکھی۔

(۲) چودھری رحمت علی کا جو رسالہ "Now or Never" میری نظر سے گزرا ،وہ ۱۹۳۳ء کا شائع شدہ تھا، اور پنجاب کی لائبریری میں تھا۔ البتہ گذشتہ سال مجھے اس کی ضرورت پڑی تو غائب تھا یعنی کسی صاحب نے نکلوایا، پھر واپس نہیں کیا۔ جو رسالہ میں نے پڑھا، اس میں پاکستان اردو کے نہیں بلکہ انگلش کے پہلے حرف سے ایک ملک بنتا تھا۔ اس میں"T"سے "Turkistan"، "I"سے "Iran"تھا اور اسی طرح کے اور لفظ تھے یعنی وہ تخیل ہی مختلف تھا۔چودھری رحمت علی نے اپنے پاکستان میں‌کئی مسلم ممالک بھی شامل کر رکھے تھے۔ ممکن ہے پہلے ایڈیشن میں انھوں نے صرف ہندوستان کے صوبوں کا نام رکھا اور مزید توسیع اگلے ایڈیشن میں کر لی ہو۔''(۱۲)

چودھری خلیق الزمان اور غلام رسول مہر میرے لکھنے ہی پر اس کی تحقیق فرما چکے ہیں کہ علامہ سے ملاقات سے قبل چودھری صاحب (رحمت علی) نے پاکستان کا نام نہیں لیا تھا

اور وہ اس نکتہ سے بے حد متاثر تھے۔ پھر ان دونوں نے لائبریری سے وہ رسالہ منگوایا تو ان کا یقین اور بڑھ گیا۔ (۱۳)

محمد احمد خاں کے بقول عبدالوحید خاں کی یہ دونوں دلیلیں کافی وزنی ہیں۔(۱۴) چوہدری صاحب ہمیشہ انگریزی میں لکھتے رہے۔ پاکستان کا لفظ انہوں نے بار بار استعمال کیا مگر پاکستان کے حدود و قیود کی وضاحت انہوں نے اپنی کتاب "Pakistan" مطبوعہ ۱۹۴۷ء میں پہلی بار فرمائی:

> "Pakistan is both Persian and Urdu word. It is composed of letters from our homeland - Indian and Asian that is Punjab, Afghania (NWFP), Kashmir, Iran, Sind, (including Kuch and Kathiawar) Turkistan, Afghanistan and Baluchistan. It means the land Paks ...... The spiritually pure and clean" (۱۴)

اس اقتباس سے عبدالوحید خاں کے بیان کی تصدیق ہو تی ہے کہ چودھری صاحب کا لفظ پاکستان، اردو کے حروف سے مل کر نہیں بنا تھا، بلکہ انگریزی حروف کو جوڑ کر بنایا گیا تھا۔

تاہم چودھری رحمت علی کی زبردست خواہش تھی کہ اسے تصور پاکستان کا خالق بلکہ پاکستان کا بانی بھی تسلیم کیا جائے۔ کریڈٹ لینے کی یہ کوشش پاکستان سے پہلے ہی شروع ہوگئی تھی۔(۱۵) چنانچہ رحمت علی کے قریبی ساتھی خان اے احمد نے اپنے بروشر "The Founder of Pakistan" مطبوعہ ۱۹۴۲ء میں لکھا:

> "In the recent history of South Asia, the vision of a single individual has seldom transfered the fate of a nation so completely as has been done by Choudhry Rehmat Ali, the Founder of Pakistan." (۱۶)

تھامسن، سمتھ، نہرو اور گابا کی تحریروں سے حوصلہ پاکر رحمت علی نے اپنی کتاب Pakistan: The father of Pak nation میں رحمت علی نے علامہ اقبال کو مصور و مفکر پاکستان اور قائداعظم کو بانیِ پاکستان ماننے کی بجائے خود کو دونوں کے مقام پر فائز کیا۔

رحمت علی نے اپنی بے بصیرتی اور کم مائیگی کے باعث قائداعظم کو Quisling-i-Azam (سب سے بڑا مسخرہ) قرار دیا اور دعویٰ کیا کہ پاکستان کا اعلان اور اسے تسلیم کرنے کا مطالبہ ۱۹۳۳ء میں پاکستان نیشنل موومنٹ نے کیا۔ (۱۷)

چودھری رحمت علی کی سوانح عمری شائع ہونے کے بعد کئی اور چودھریوں نے بھی متعدد کتب تصنیف کیں اور رحمت علی کو تصور پاکستان کا خالق قرار دیا۔ چوہدری محمد اشرف نے "Now or Never" کو تصور پاکستان کی اولین مقدس دستاویز قرار دیا۔ (۱۹) نثار احمد کسانہ کی کتاب کے سرورق پر آفتاب احمد قریشی کی یہ تحریر درج ہے۔

''چوہدری رحمت علی نے دیگر دوستوں کے ہمراہ لاہور میں ''بزم شبلی'' قائم کی تھی جس کے اجلاس میں انہوں نے ۱۹۱۵ء میں تقسیم ملک کا انقلاب آخرین نظریہ پیش کیا۔ یہ گویا مطالبۂ پاکستان کی ابتدا تھی۔''(۲۰)

رحمت علی نے لکھا ہے کہ میں نے ۱۹۱۵ء میں ''بزم شبلی'' کے افتتاحی اجلاس میں خطبۂ صدارت کے دوران شمالی ہند میں مسلم ریاست کے قیام کی تجویز پیش کی تھی جبکہ سر محمد اقبال نے مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ ۱۹۳۰ء کے خطبۂ صدارت میں ''ہندوستان کے اندر ایک مسلم صوبے'' کی تجویز دی۔ (۲۱)

تھامسن کے نام خط محررہ ۴ مارچ ۱۹۳۴ء میں اقبال نے ''پاکستان اسکیم'' سے لاتعلقی اور خطبہ الٰہ آباد میں ''مسلم صوبے'' کی تجویز پیش کرنے کا ذکر کیا ہے۔(۲۲) اس نئی ''شہادت'' کی بدولت حسن احمد (۲۳) نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اقبال ''پاکستان اسکیم'' کے خالق نہیں تھے نیز اپنی کتاب Iqbal's political thoughts on cross road میں یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ اقبال اپنی عمر کے آخری دور میں پاکستان اسکیم سے دستبردار ہوگئے تھے (۲۴) اور ۱۹۳۴ء تک ہندوستانی وفاق کے اندر مسلم صوبے کی تشکیل چاہتے تھے۔ مظفر حسین برنی نے بھی اپنی کتاب ''محبّ ِ وطن ِ اقبال'' میں اقبال کے خطوط بنام تھامسن و راغب احسن نیز جو اہر لال نہرو کی اس حوالے سے تحریر سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اقبال سنگھ نے ، علامہ اقبال اور تصور ِ پاکستان کے تناظر میں، مختلف بلکہ متضاد باتیں

کہی ہیں تاہم تھامسن کے خطوط کی اشاعت کے بعد وہ ایک حتمی موقف اختیار کرتے ہیں۔ ان کے بقول اپنی وفات تک اقبال کا یہی موقف رہا۔ ڈاکٹر ایوب صابر کے بقول بھارتی دانش وروں کے پیش نظر پاکستان کی نظریاتی اساس کو کمزور کرنا ہے لیکن اس پر غور کیے بغیر بعض پاکستانی اہل قلم بھی اسی خیال کو پھیلا رہے ہیں۔ ان کا مقصد تصور پاکستان کا تاج چودھری رحمت علی کے سر پر رکھ کر اپنے نسلی تفاخر کو پروان چڑھانا ہے ۔ (٢٥)

محمد احمد خان کا خیال ہے کہ تصور پاکستان کے پہلے بانی یا خالق چودھری رحمت علی نہیں، بلکہ علامہ اقبال ہیں اور پاکستان کا لفظ بھی ان کا ایجاد کردہ نہیں بلکہ حضرت علامہ کا وضع کردہ ہے۔ (٢٦) اور یہی درست اور صائب ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

''تعجب ہے کہ یورپی محققین بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ پاکستان کی اصطلاح چودھری رحمت علی کی وضع کردہ ہے۔ یہ غلط فہمی کیسے پیدا ہوئی ...... اس کا سب سے بڑا سبب علامہ اقبال کا حزم و احتیاط ہے۔ علامہ نے سب سے پہلے دسمبر ١٩٣٠ء میں یہ تصور پیش کیا۔ (٢٧) دوسرا یہ کہ علامہ کی شہرت سے بے نیازی کے باعث ہی یہ بات عام ہوئی ...... حضرت علامہ کی سیرت کا یہ ایک نمایاں پہلو ہے کہ وہ عامیانہ شہرت (Cheap popularity) سے کوسوں دور بھاگتے تھے۔ ان کے احباب سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ چودھری رحمت علی نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اس مملکت کا نام پوچھا، تو انہوں نے بتا دیا۔ پھر اس کا کسی سے تذکرہ کرنے کی انہوں نے ضرورت ہی نہ سمجھی۔ عبدالوحید خاں صاحب نے جب کرید کرید کر ان سے دریافت کیا تو انھیں حقیقتِ حال بتا دی۔''(٢٨)

اس معاملے میں ان کی شانِ بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ ان کے قریب ترین رفقا بھی اس سے ناواقف نکلے کہ ''پاکستان'' کا نام بھی علامہ اقبال ہی کا تجویز کردہ تھا۔ میں نے ١٩٦٠ء میں جناب سید نذیر نیازی سے اس بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے ازراہِ نوازش اپنے مکتوب محررہ ٢٥ جنوری ١٩٦٠ء میں یہ جواب دیا۔

''ابھی شاہد حسین رزاقی (٢٩) ملے...... وہ بحوالہ دکن ٹائمز کہتے ہیں کہ پاکستان کا نام حضرت علامہ ہی کا تجویز کردہ ہے۔ یہ بھی کہ بعض دوسرے حضرات کا بھی یہی کہنا ہے۔

لہٰذا میں ذاتی طور سے اس امر کا کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔ ممکن ہے یہ نام ان ہی کا تجویز کردہ ہو‘‘(۳۰)

غالبًا مصلحتِ وقت کے تحت بھی انہوں نے اس نام کی تشہیر مناسب نہ سمجھی ہو چنانچہ ۱۹۴۰ء میں بمقام لاہور کل ہند مسلم لیگ کی قرارداد میں بھی لفظ ’’پاکستان‘‘ استعمال نہیں کیا گیا البتہ بیگم مولانا محمد علی نے اپنی تقریر میں پاکستان کا لفظ استعمال کیا تھا۔ (۳۱)

محمد احمد خان لکھتے ہیں:

’’بہرحال ایک طرف علامہ اقبال کی بے نیازی، حزم و احتیاط کا یہ عالم اور دوسری طرف چودھری رحمت علی کے پراپیگنڈے کا یہ حال تھا کہ انہوں نے دھڑلے سے اس لفظ کو اپنے پمفلٹ ، اشتہارات اور خطوط میں استعمال کیا۔ پھر پاکستان کے نام سے ایک ہفتہ وار جاری کیا...... ’’پاکستان نیشنل لبریشن موومنٹ‘‘ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ ۱۹۳۵ء میں اسی ادارہ کی طرف سے ایک کتاب ’’پاکستان‘‘ کے عنوان سے شائع کی۔ یہ صحیح ہے کہ علامہ اقبال نے ’’پاکستان‘‘ کا لفظ وضع کیا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کو تحریروں اور تقریروں میں سب سے پہلے چودھری رحمت علی مرحوم نے استعمال کیا...... استعمال ہی نہیں کیا بلکہ عام کیا...... اسی لیے لوگوں نے یہی سمجھا کہ وہی اس کے موجد ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبال نے پاکستان کا تصور دسمبر ۱۹۳۰ء میں پیش کیا اور چودھری رحمت علی نے ان کے اس تصور سے متاثر ہو کر جنوری ۱۹۳۳ء میں اپنی تجویز پیش کی۔ اس لیے اولیت کا سہرا چودھری رحمت علی کے سر نہیں باندھا جاسکتا۔‘‘ (۳۲)

چوہدری خلیق الزماں نے اپنی کتاب "Pathway to Pakistan" میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اقبال نے چودھری رحمت علی سے متاثر ہو کر تصور پاکستان مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد میں پیش کیا۔ محمد احمد خاں کے بقول چودھری خلیق الزماں نے دانستہ یا غیر دانستہ غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ یہ ان کا چشم دید واقعہ نہیں ہے۔ وہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں پہلی گول میز کانفرنس کے موقع پر لندن میں موجود نہیں تھے، اس کتاب میں انہوں نے کانفرنس میں شریک افراد کے نام لکھے ہیں جن میں ان کا نام نہیں ہے نیز انہوں نے ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء کو زاہد خاتون سے شادی کا تذکرہ کیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں وہ لندن میں نہیں بلکہ ہندوستان میں تھے۔ (۳۳)

وہ مزید لکھتے ہیں:

''تصورِ پاکستان کو جن اشخاص سے منسوب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، ان میں کسی کو بھی تصور پاکستان کا بانی اول قرار دینا درست نہیں ہے۔ ان میں سے بعض (جیسے سرسید،سرتھیو ڈور مارلیسن) نے صرف دو قومی نظریہ کا اظہار کیا۔ بعض (جیسے بلنٹ، شرر، ہمبوق، خیری برادران، سردار گل خاں، مولانا حسرت موہانی، لاجپت رائے، مرتضٰی احمد خاں) نے مسلم اضلاع یا مسلم صوبوں کے قیام کا خیال ظاہر کیا اور بعض (جیسے عبدالقادر بلگرامی اور نادر علی) نے ''حلقۂ اثر یا تقسیم ہند'' کی مبہم تجویز پیش کی۔ یہ درست ہے کہ یہ سب تجاویز ۱۹۳۰ء سے قبل (یعنی علامہ اقبال کے تصور پاکستان پیش کرنے سے پہلے) کی ہیں، لیکن ان میں سے کسی تجویز میں بھی واضح طور پر مسلم صوبوں کے ایک علیحدہ وفاق یا ایک آزاد مقتدر، مسلم مملکت کے قیام کا ذکر نہیں ہے!'' (۳۴)

ڈاکٹر ایوب صابر نے لکھا ہے:

''شریف الدین پیرزادہ کی کتاب Evolution of Pakistan کے پہلے اور دوسرے ایڈیشن کے دیباچوں سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ہر اس شخص کو پاکستان بنانے والوں کی فہرست میں شامل کیا ہے جس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو دو قومیں کہا یا ''تقسیم ہند'' کی تجویز پیش کی۔ تصور پاکستان کی یہ تحدید ایک نئے مسئلے کو جنم دیتی ہے۔ اس فارمولے کے رُو سے انگریز اور ہندو مہا سبھائی بھی بانیانِ پاکستان میں شامل ہو جاتے ہیں۔ تصور پاکستان اشتراکیت کی نفی کرتا ہے لیکن پیرزادہ نے سٹالن کو تصور پاکستان کے خالقین میں شمار کیا ہے، اس لیے کہ سٹالن نے اشتراکی انقلاب کی صورت میں ہندوستان میں کئی قوموں کے ظہور کی بات کی ہے......ہمبوق درانی، نادر علی، یعقوب، رحیم بخش اور دست شناس کیرو وغیرہ کو مجوزینِ پاکستان یا تصور پاکستان کے خالقین میں شمار کرنا ایک عظیم تصور کو مذاق بنانے کے مترادف ہے۔''(۳۵)

رحمت علی کے پمفلٹ Now or Never سے پہلے علامہ اقبال کے حسب ذیل خطبے، خطبہ الہ آباد (۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء) خطبۂ لاہور (۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء) نیشنل لیگ لندن میں اقبال کی تقریر (۱۵ دسمبر ۱۹۳۲ء) منظر عام پر آ چکے تھے۔

اقبال کے ان خطبوں کو پڑھ کر چار صفحات کے کتابچے Now or Never پر نظر ڈالیں تو وہ فکر اقبال ہی کی ایک لہر دکھائی دے گا۔ اکثر نکات، بعض الفاظ اور جملے بھی اقبال کی تحریروں سے ماخوذ ہیں۔ ڈاکٹر ایوب صابر کے بقول یہ خوشہ چینی چوری کی حد کو

چھوتی ہے۔ ...... ''نقل را بہ عقل باید کرد'' یہ چودھری رحمت علی نے عمل کیا ہے اورعلامہ اقبال کے جملوں کی جگہ اپنے جملے بنائے ہیں تاہم بعض الفاظ اقبال ہی کے استعمال کرنا پڑے ہیں۔ الفاظ و معانی سے انحراف کی کوشش میں ٹھوکریں کھائی ہیں اور مفہوم کو غلط یا مضحکہ خیز بنا دیا ہے۔ (۳۶)

عاشق حسین بٹالوی اور محمد احمد خان نے ایڈورڈ تھامسن کی غلط بیانیوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر جاوید اقبال نے موصوف کے بیانات کا موازنہ اقبال کے خطوط بنام تھامسن کیا ہے۔ جس سے اس کی علمی ریاضت کا پول کھل گیا ہے۔ ڈاکٹر ایوب صابر لکھتے ہیں کہ تھامسن کی بددیانتی کا اندازہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان پر مشتمل ایک واحد ریاست کی خواہش کا اظہار کرنے سے پہلے یہ واضح کر دیا ہے کہ ایسا وہ ذاتی حیثیت میں کر رہے ہیں۔مسلم مطالبات کے ذکر کے بعد اقبال نے Personally would like to go further کہہ کر مربوط و منظّم مسلم ریاست کے قیام کی بات کی۔مسلم لیگ کی سیاست ابھی چودہ نکات تک پہنچی تھی، اس کے برعکس تھامسن کے بقول اقبال نے کہا کہ ''پاکستان کا منصوبہ برطانوی حکومت کے لیے تباہ کن ہے، ہندو فرقے کے یے تباہ کن ہے اور مسلم فرقے کے لیے تباہ کن ہے...... لیکن میں مسلم لیگ کا صدر ہوں، اس لیے میرا فرض ہے کہ اس تجویز کی حمایت کروں'' (۳۷)

یہ غلط فہمی بھی پھیلانے کی کوشش کی گئی کہ اقبال نے گو برصغیر میں خود مختار مسلم ریاست کے قیام کی تجویز پیش کی تھی، مگر بعد میں اس کی لغویت کا احساس کرتے ہوئے اس تجویز کو واپس لے لیا تھا یا اس سے منحرف ہو گئے تھے۔ یہ من گھڑت افسانہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں بنگالی زبان کے پروفیسر اخبار مانچسٹر گارڈین کے نامہ نگار اور ہندو کانگریس کے زبردست حامی ایڈورڈ تھامسن کے ذہن کی اختراع تھا ۔ اس نے کتاب بعنوان *ہندوستان کو آزادی کے لیے تیار کرو* (انگریزی) میں جو لندن سے ۱۹۴۰ء میں شائع ہوئی، اس غلط فہمی کو بیان کیا۔ (۳۸) خطبہ الٰہ آباد کے بعد جب اقبال ستمبر ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن گئے تو اسی ایڈورڈ تھامسن نے لندن ٹائمز مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں

''پان اسلامی سازش'' کے زیر عنوان ایک مراسلہ میں خطبہ الٰہ آباد میں اقبال کی پیش کردہ مسلم ریاست کے قیام کی تجویز پر تنقید کی اس کے جواب میں اقبال کا ایک خط بعنوان ''شمال مغربی صوبے'' لنڈن ٹائمز مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے اس غلط فہمی کو رد کیا۔

ڈاکٹر جاوید اقبال کے بقول اقبال نے اپنی زندگی میں ایڈورڈ تھامسن کی شر انگیزی کی تردید کی تھی۔ جب اس نے ان کی مسلم ریاست کے قیام کی تجویز کو پان اسلامی سازش قرار دیا تھا۔ بہرحال ان سب باتوں کے باوجود پنڈت جواہر لعل نہرو نے اپنی انگریزی تصنیف *ہندوستان کی دریافت* ڈاکٹر امبیدکرنے اپنی انگریزی تصنیف ''پاکستان پر خیالات یا دیگر ہندو مصنفین نے اپنی اپنی کتابوں میں ایڈورڈ تھامسن کی علمی دیانت داری پر انحصار کرتے ہوئے اقبال کے متعلق اِسی جھوٹ کو بار بار دہرایا ہے۔ واضح رہے کہ یہ سب کتب اقبال کی وفات کے بعد شائع ہوئیں، جب وہ ان کی تردید نہ کر سکتے تھے۔ (۳۹)

اقبال کے مسلم ریاست کے تصور اور چودھری رحمت علی کی پاکستان اسکیم میں واضح فرق تھا۔ اقبال نے مسلم ریاست کے قیام کی تجویز ہندوستان میں ایک ذمہ دار مسلم سیاسی شخصیت کی حیثیت سے آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے پیش کی تھی جب کہ چودھری رحمت علی نے ایک مسلم طالب علم کی حیثیت سے اپنی مسلم اکثریتی صوبوں اور کشمیر پر مشتمل ریاست کا نام 'پاکستان' تجویز کر کے اپنا پمفلٹ انگلینڈ سے شائع کر وایا...... اقبال کی مسلم ریاست کے قیام کی تجویز میں آبادیوں کے تبادلوں کی ضرورت نہ تھی مگر چودھری رحمت علی کے تصور پاکستان میں آبادیوں کا تبادلہ لازمی تھا۔ (۴۰)

اقبال کے بعض خطوط مثلاً مولانا راغب احسن اور تھامسن کے نام خطوط میں پاکستان کے بارے میں چودھری رحمت علی کی پاکستان اسکیم سے اظہار برأت کیا ہوا ہے۔ ڈاکٹر وحید عشرت کے بقول اقبال چودھری رحمت علی کی پاکستان اسکیم کے مخالف اور قائداعظم کی پاکستان اسکیم کے مفکر و داعی تھے۔ (۴۱)

ڈاکٹر جاوید اقبال نے بھی 'زندہ رود' میں اس پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ (۴۲) ڈاکٹر

جاوید اقبال ایک خط کا حوالہ دیتے ہیں اس خط کا جملہ یہ ہے۔

You call me (a) protagonist of the scheme called Pakistan. Now Pakistan is not my scheme.

اس جملے کا ترجمہ مظفرحسین برنی نے یوں کیا ہے:

''آپ مجھے نظریہ پاکستان کا حامی قرار دیتے ہیں مگر اب پاکستان میرا منصوبہ نہیں ہے۔''

(کلیاتِ مکاتیب اقبال، جلد سوم، ص: ۴۷۲) یہ ترجمہ مغالطہ پیدا کرتا ہے۔ پاکستان اسکیم سے یہاں مراد چودھری رحمت علی کی سکیم ہے نہ کہ'' نظریہ پاکستان''۔ (۴۳)

اقبال نے پاکستان کا تصور پیش کیا اور لفظ پاکستان اور اس کے ہجوں کے اعتبار سے اس کی ترتیب کا سہرا دستاویزات کے حوالے سے چودھری رحمت علی کو جاتا ہے۔ بعد میں لوگوں کے خیالات میں تبدیلی یا ردوبدل وہ بہت سے عوامل کارفرما ہوتے ہیں جو اس مقالہ کا موضوع نہیں۔ حاصل بحث یہ ہی ہے کہ مختلف ادوار میں مختلف افراد نے پاکستان کا تصور پیش کیا اس میں مقبول عام علامہ اقبال کا ہوا اور لفظ پاکستان Now or Never کے حوالے سے چودھری رحمت علی کو خالق تسلیم کیا جاتا ہے۔

حواشی

1. Bashir Ahmad Dar, Iqbal Academy, Lahore, 2nd Edition, 1981. Letters and Writings of Iqbal, Page: 117-118.

۲۔ محمد احمد خاں، اقبال کا سیاسی کارنامہ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع اول، ۱۹۷۷ء صفحات: ۸۳۱ تا ۸۴۳

۳۔ گابا کا اصل نام کھنیا لال گابا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد خالد لطیف گابا کے نام سے مشہور ہوئے ، لیکن ہندی قوم پرستی نہ چھوڑ سکے۔ ان کی ایک کتاب ''پاکستان کے نتائج (Consequences of Pakistan)۱۹۴۶ء میں شائع ہوئی۔ جبکہ سوانح عمری (Friends and Foes) کے عنوان سے تھی۔

۴۔ خالد لطیف گابا، Consequences of Pakistan، ص: ۳۷

۵۔ Frineds and foes, peoples publishing house, Lahore.، ص: ۲۲۱

۶۔ ڈاکٹر ایوب صابر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ، نشریات، ۲۱ اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص: ۹۶

۷۔ عبدالوحید خان، کل ہند مسلم لیگ کی (کونسل) کے رکن، تحریک پاکستان کے پر جوش علمبردار، قائداعظم کے پرستار اور ہیرو رہے ہیں۔ وہ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے رُکن اور مرکزی وزیر مواصلات بھی رہ چکے ہیں اور کئی بلند پایہ کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ (بحوالہ: اقبال کا سیاسی کارنامہ از محمد احمد خاں ، ص: ۸۹۸

۸۔ اقبال کا سیاسی کارنامہ، ص: ۹۰۰

۹۔ کتاب ''تاثرات و تصورات'' میں سنہ۱۹۳۰ء درج ہے لیکن عبدالوحید خاں نے مصنف کے نام اپنے ایک خط میں اس سنہ کی تصحیح کی ہے۔ صحیح سن ۱۹۳۱ء ہے۔

۱۰۔ اقبال کا سیاسی کارنامہ، ص: ۸۹۸ تا ۹۰۰

۱۱۔ ایضاً ،ص:۹۰۱ تا ۹۰۲

۱۲۔ محمد احمد خاں کے بقول انہوں نے چودھری رحمت علی کے پمفلٹ (Now or Never)کے دوسرے ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۴۳ء کا اصلی نسخہ قومی عجائب گھر ''کراچی'' میں دیکھا۔ اس کتابچے کے صفحہ نمبر۴، ۵ پر چودھری صاحب نے لفظ پاکستان کو پنجاب ، شمال مغربی ، سرحدی صوبہ،کشمیر ، سندھ اور بلوچستان کے لیے استعمال کیا ہے اور یہ وضاحت بھی کی کہ پاکستان سے مراد ''ان صوبوں کا علیحدہ مسلم وفاق ہے۔'' غالبًا عبدالوحید خاں صاحب کو کچھ تسامح ہوگیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ چودھری صاحب نے اس لفظ کی تشریح اپنے کتابچے "Now or Never"میں نہیں بلکہ اپنی دوسری کتاب "Pakistan"میں کی ہے۔ اس میں انہوں نے دیگر مسلم ممالک مثلاً ایران و ترکستان وغیرہ کو پاکستان میں شامل کیا ہے۔

۱۳۔ اقبال کا سیاسی کارنامہ، ص: ۹۰۱تا ۹۰۲

۱۴۔ "Pakistan"از چودھری رحمت علی، مطبوعہ ۱۹۴۷ء، ص: ۲۲۴۔۲۲۵

۱۵،۱۶۔ ڈاکٹر ایوب صابر، تصور پاکستان علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ ، نیشنل بک فاؤنڈیشن ، اسلام آباد، طبع اول، فروری، ۲۰۰۴ء، ص: ۱۴۲

۱۷۔ ۲۳ مارچ کو قراردادِ پاکستان منظور ہوئی اور ۱۴ اگست کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا لیکن چودھری صاحب کے نزدیک اہم تاریخ ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء ہے۔ کیونکہ اس روز ان کا پمفلٹ "Now or Never"شائع ہوا۔

۱۹۔ ''مصور پاکستان کون؟ تلخ حقائق'' چودھری محمد اشرف، کیپیٹل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص: ۱۱۲

۲۰۔ مطالعۂ پاکستان اور چودھری رحمت علی، از نثار احمد کسانہ، کوشان پبلی کیشنز، فیصل آباد، ۱۹۹۷ء

۲۱۔ Complete works of Rehmat Ali، مرتبہ کے کے عزیز جلد دوم، ص: ۱۶۱ تا ۱۶۵

۲۲۔ تصور پاکستان: علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ، ص: ۱۴۴

۲۳۔ ایس حسن احمد کی کتاب Iqbal Political Ideas at Cross Roads، علی گڑھ سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی ، اس کتاب میں تھامسن کے نام خطوط پہلی مرتبہ منظر عام پر آئے۔

۲۴۔ ڈاکٹر وحید عشرت ، فکر یاتِ اقبال، سنگِ میل پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۹، ص: ۲۶۰، نیز دیکھئے ڈاکٹر وحیدعشرت کا مضمون اقبال اور پاکستان کا منصوبہ مطبوعہ بزم اقبال، لاہور

۲۵۔ تصور پاکستان: علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ، ص: ۱۵۰

۲۶،۲۷۔ اقبال کا سیاسی کارنامہ، ص: ۹۰۵تا ۹۰۶

۲۸۔ ایضاً،ص: ۹۰۹

۲۹۔ شاہدحسین رزاقی ، ایم اے (عثمانیہ) کئی کتب کے مصنف ہیں ۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ سے منسلک ہیں۔

۳۰،۳۱۔ اقبال کا سیاسی کارنامہ، ص: ۹۱۰تا ۹۱۱

۳۲،۳۳۔ایضاً،ص: ۹۱۱ تا ۹۱۳

۳۴۔ ایضاً،ص: ۹۱۳ تا ۹۱۴

۳۵۔ تصور پاکستان: علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ، ص: ۱۸۹ تا ۱۹۶

۳۶۔ ایضاً،۲۰۶ تا ۲۰۸

۳۷۔ تصور پاکستان: علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائز، ص: ۱۸۴، ۱۸۵

۳۸۔ زندہ رود (تلخیص) ص: ۳۳۸

۳۹۔ ایضاً،ص: ۳۲۸ تا ۳۳۹

۴۰۔ ایضاً،ص: ۳۴۱

۴۲۔ فکریاتِ اقبال،ص: ۲۵۸

۴۳۔ زندہ رود،ص:۴۲۱